تعارف وتبصرہ

التحبیر فی علم التفسیر، تالیف: امام جلال الدین سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) تحقیق: ڈاکٹر فتحی عبد القادر فرید
ناشر: دار المنار، قاہرہ ۱۹۸۶ء صفحات ۵۱۸

امام سیوطیؒ کی ذات محتاج تعارف نہیں، وہ بیک وقت عظیم محدث، مایۂ ناز مفسر معروف فقیہ اور ماہر زبان وادب تھے، ان کی بیش بہا علمی ودینی خدمات سے دنیا اچھی طرح واقف ہے۔ انہوں نے تقریباً تین سو کتابیں تصنیف کی ہیں جو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، تصوف، ادب اور بلاغت وغیرہ مختلف فنون سے تعلق رکھتی ہیں۔ سیوطیؒ کی تفسیر در منثور اور جلالین اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے فن تفسیر میں بڑا اہم مقام رکھتی ہیں، نیز ان کی کتاب الاتقان فی علوم القرآن قرآنیات پر بنیادی ماخذ ومرجع تصور کی جاتی ہیں، اگرچہ اس سے پہلے بھی اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں اور اس کے بعد اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں کا ایک طویل سلسلہ ہے جو ہنوز جاری ہے، مگر اس سلسلہ میں الاتقان کو شہرت، مقبولیت اور استناد کا جو مرتبہ حاصل ہوا آج تک اس مقام تک کوئی کتاب نہ پہونچ سکی۔ یہ سیوطیؒ کی عظمت اور تبحر علمی کی بہت بڑی دلیل ہے۔

قرآنیات پر مذکورہ بالا مشہور ومعروف تصنیفات کے علاوہ سیوطیؒ کی بہت سی تصنیفات ایسی بھی ہیں جو ابھی تک مخطوطات کی شکل میں کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں، ادھر علمی بیداری کی تازہ لہر کے ساتھ قدماء کی "علمی میراث" کی بازیافت کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے، زیر تبصرہ کتاب "التحبیر فی علم التفسیر" اسی کی ایک کڑی ہے۔ اس کا کتابیاتی ماخذ میں ذکر تو ملتا تھا، مگر اس کے کسی مخطوطہ کا سراغ نہیں لگ رہا تھا، اس کا پہلا نسخہ ڈاکٹر فتحی عبد القادر فرید کو دار الکتب المصریہ میں اپنی تحقیق وجستجو کے دوران اتفاقاً ہاتھ

آگیا۔ لیکن یہ بہت خستہ حالت میں تھا، کاغذ بوسیدہ، روشنائی پھیکی اور خط شکستہ تھا، حواشی پر کچھ نوٹس بھی لکھے ہوئے تھے۔ اسی مصری نسخہ کی روشنی میں ڈاکٹر فتحی نے تصحیح و تحقیق کا کام تقریباً مکمل کر لیا تھا، تب انہیں ایک اور مخطوطہ کا علم ہوا۔ یہ نسخہ جامعۃ الامام محمد بن سعود ریاض کے شعبہ مخطوطات میں بھی موجود تھا، جو دراصل مکتبہ طوبقبو، استنبول کے مخطوطہ کا عکس تھا' یہ مصری نسخہ کے مقابلہ میں زیادہ محفوظ اور صاف ستھرا تھا۔ ڈاکٹر فتحی نے اسے بھی حاصل کر کے از سر نو دونوں نسخوں کا موازنہ کیا، ان کے درمیان جو اختلافات تھے، ان کی نشاندہی کی' اور ان کی روشنی میں متن کی تصحیح کے علاوہ کتاب پر مکمل حواشی و حوالہ جات کے ساتھ اسے بڑے اہتمام سے شائع کرایا، اس طرح ان کی کوشش سے ۱۹۸۶ء میں پہلی بار یہ عظیم تصنیف منظر عام پر آئی۔

سیوطیؒ نے یہ کتاب اپنے استاذ علامہ جلال الدین البلقینیؒ کی تصنیف "مواقع العلوم من مواقع النجوم" کی روشنی میں لکھی ہے اس کو زیادہ مفید اور موثر بنانے کے لیے اسی کے مواد اور ترتیب پر بہت کچھ ضروری حذف و اضافہ کے ساتھ یہ نئی کتاب ترتیب دی ہے، پھر اس کے کچھ عرصہ بعد "الاتقان" لکھی۔ اس کے مباحث و مشتملات بھی بیشتر وہی ہیں جو سابق کتاب "التحبیر" کے ہیں، البتہ التحبیر چونکہ زمانی لحاظ سے مقدم ہے اس لیے اس کے مباحث میں بہت زیادہ اختصار و اجمال ہے، "الاتقان" اس کا نقش ثانی ہے، جو موضوع مواد، ترتیب اور اسلوب و زبان ہر اعتبار سے بہتر ہے، اس لیے یہاں نقش ثانی کے نقش اول پر فائق ہونے کا محاورہ بالکل صادق آتا ہے۔

التحبیر کا بنیادی موضوع تفسیر قرآن سے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچانا، اس راہ کی مشکلات کو دور کرنا، نیز قرآنیات کے تعلق سے طلبہ کے ذہن میں پیدا ہونے والے اشکالات کو رفع کرتا ہے، اس میں تقریباً ایسے تمام مباحث زیر بحث آگئے ہیں، جن کا قرآن یا تفسیر قرآن سے کوئی تعلق بنتا ہے، یہ کتاب کل ایک سو دو ۱۰۲ انواع پر مشتمل ہے، ہر نوع میں ایک موضوع کی صرف ایک شق پر بحث کی گئی ہے، اور مصنف نے کوشش یہ کی ہے کہ ہر بات، قرآن، حدیث یا کسی مستند ماخذ کے حوالہ سے کہی جائے، اگرچہ اختصار کی وجہ سے موضوع کے ہر پہلو پر تسلی بخش بحث نہیں

کی جاسکی ہے، تاہم ان کے ذریعہ سے بعض اہم امور سے واقفیت ضرور ہو جاتی ہے۔

علوم القرآن پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں سب کے مضامین تقریباً یکساں ہیں، خود "الاتقان" جو مصنف کی بہت معروف و متداول کتاب ہے۔ اس میں بھی التحبیر کے تقریباً سارے مباحث موجود ہیں۔ اس لیے ان مباحث کی تفصیلات بیان کرنا، غالباً کچھ زیادہ مفید نہ ہوگا۔ اس لیے یہاں صرف چند اہم مباحث کی جانب اشارہ پر اکتفا کیا جا رہا ہے، جو خاص طور پر قابل توجہ ہیں: قرآن کا معنی، تاریخ نزول قرآن، کیفیت نزول قرآن، قراۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، طریقہ تلاوت، رموز و اوقاف، محکم و متشابہ، ناسخ و منسوخ، مفردات القرآن، آداب المفسرین، تفسیر قرآن کے رد و قبول کا معیار، مفسرین عظام کے لیے ضروری ہدایات، آیات و سور کی وجہ تسمیہ، ان کی تدوین و ترتیب، وغیرہ کتاب میں قرآت، تاریخ اور اصناف بلاغت کا حصہ خاص طور پر بڑا قیمتی اور لائق مطالعہ ہے۔ اور اس سے مصنف کے اعلیٰ تحقیقی مزاج، وسعت علم اور بلندئ فکر کا اندازہ ہوتا ہے۔

مصنف کا طریقہ تصنیف یہ ہے کہ سب سے پہلے وہ ایک موزوں عنوان قائم کرتے ہیں، پھر اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ساتھ ہی اس بات کی بھی وضاحت کرتے ہیں کہ اس سلسلہ میں پہلے کتنا کام ہو چکا ہے اور اس کی نوعیت کیا ہے۔ اگر اس موضوع پر پہلے کوئی کام نہ ہوا ہو تو مصنف وضاحت کر دیتے ہیں کہ یہ اضافہ ہماری جانب سے ہے۔ اصل موضوع سے متعلق بحث بالعموم آخر میں کرتے ہیں، ان میں زیر بحث مسئلہ کی تعریف، اس کی نوعیت، قرآن و سنت میں اس کے مواقع اور نظیریں وغیرہ پیش کرتے ہیں۔ مختلف فیہ مسائل میں علماء کا اختلاف نقل کرنے کے بعد سب کے دلائل بھی نقل کرتے ہیں اور کبھی کبھی اپنی رائے بھی بہت واضح انداز میں بیان کر دیتے ہیں۔

کتاب اپنے موضوع اور مباحث کے اعتبار سے بہت جامع ہے۔ لیکن حد درجہ اجمال و اختصار کی وجہ سے بیشتر مباحث تشنہ و غیر مربوط ہیں، جو طالب قرآن کے لیے غور و فکر کی راہیں تو ضرور کھولتے ہیں، لیکن تسکین و تشفی کا سامان فراہم نہیں کرتے، زبان اور اسلوب بیان بھی خاصا پیچیدہ ہے کیونکہ سجع و قافیہ کی بہت زیادہ رعایت کی گئی ہے، جس کی وجہ سے کلام میں تعقید پیدا ہو گئی ہے۔ حالانکہ ان کی دوسری کتاب "الاتقان" کا حال اس کے بالکل برعکس ہے۔

کتاب کے محقق ڈاکٹر فتحی عبدالقادر فرید مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے متن کی تصحیح اور دیگر ضروری معلومات فراہم کرنے کے لیے بڑی محنت وجانفشانی کی ہے اور تحقیق وتعلیق کا صحیح معنوں میں حق ادا کر دیا ہے۔ محقق نے متون کا موازنہ اور عبارت کی تصحیح کے علاوہ جو ضروری معلومات فراہم کی ہیں، اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) تمام قرآنی آیات اور احادیث کا مکمل حوالہ۔ (۲) کتاب میں جن اہم شخصیات کا تذکرہ یا حوالہ آیا ہے، ان کا مختصر تعارف۔ (۳) کتاب میں بہت سے مباحث تشنہ یا عبارت مبہم یا ناقص رہ گئی ہے، بعض جگہوں پر مصنف نے صرف ضابطہ بیان کر دیا ہے، مثالیں نہیں دی ہیں، ایسی جگہوں پر محقق نے سیوطیؒ اور دیگر مصنفین کی تصانیف کی مدد سے ان کمیوں کی تلافی کر دی ہے۔ کہیں کہیں "التحبیر" اور مصنف کی دوسری کتابوں کی عبارت یا مفہوم میں کچھ اختلاف ہو گیا ہے محقق نے اس کی بھی نشاندہی کی ہے۔ (۴) بعض مواقع پر حوالہ کی عبارت نقل کرنے میں مصنف سے کچھ چوک ہو گئی ہے یا عبارت ناقص یا غلط نقل ہو گئی ہے۔ محقق نے اصل عبارت متعلقہ کتاب سے حاشیہ میں نقل کر کے دونوں کے اختلاف کو واضح کیا ہے۔ (۵) متن کے مشکل الفاظ اور اصطلاحات کی تشریح کی ہے۔ (۶) کتاب کے آخر میں ان آیات احادیث، اعلام، مقامات اور مضامین کی فہرستیں بھی دی گئی ہیں، جو اصل کتاب میں زیر بحث آئے ہیں۔

تحقیق کا معیار بہت بلند ہے، جس سے محقق کی موضوع سے دلچسپی اور وسعت مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے، محقق نے احادیث کی تخریج میں کئی مقامات پر ثانوی درجہ کے مراجع کا حوالہ دے دیا ہے، مثلاً حدیث "من قال في القرآن برأيه فليتوأ مقعده من النار" ترمذی، مسلم، ابوداؤد اور مسند احمد سب میں ہے، مگر محقق نے تفسیر طبری کا حوالہ دیا ہے (ص ۳۲) جو اس کی شان سے فروتر ہے۔ اسی طرح پوری کتاب میں کسی ایک روایت کے بارہ میں بھی یہ وضاحت نہیں ملتی کہ وہ روایت کے معیار پر پوری نہیں اترتی، جبکہ قدماء کی کتابوں میں استقصائی غرض سے کم تر درجہ کی روایتیں بھی نقل کر دی جاتی ہیں۔

(اشتہد رفیق ندوی)